# یہ ہے میرا وطن

## ۳۵؍واں عرس حافظ ملت - یادیں چھوڑ گیا

مبارک حسین مصباحی

ہم بار بار سوچتے ہیں کہ اس کالم میں اپنے وطن کے سیاسی اور سماجی حالات پر تجزیاتی تحریریں سپردِ قلم کریں لیکن گرد و پیش کے جماعتی تقاضے اور روایتی داعیے قدم باہر نکالنے کا موقع ہی نہیں دے رہے ہیں اس کے باوجود غیر اختیاری طور پر کچھ ملکی اور ملی مسائل زیر بحث آ ہی جاتے ہیں۔ اس بار ہم ذکر کریں گے جلالۃ العلم استاذ العلما ابو الفیض حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے ۳۵؍ واں عرسِ پاک کا۔ اس وقت جب میں یہ سطریں سپردِ قلم کر رہا ہوں سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی نور اللہ مرقدہ کے عرس کی آمد آمد ہے مملکت ہند کے روحانی تاج دار کا یہ ۷۹۸؍واں عرس ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خاکِ ہند میں عرس کی روایت کو قریب آٹھ صدیاں بیت گئیں، جب کہ عرس کو بدعت کہنے اور معمولاتِ عرس کو شرک کہنے والوں کی تحریک ابھی صرف ڈیڑھ صدی پہلے کی پیداوار ہے۔ ہاں مراسمِ عرس میں جو غیر شرعی امور در آئے ہیں ان کے جواز و استحسان کی کوئی گنجائش نہ کل تھی اور نہ آج ہے۔ اب میں جس نقطے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عرسوں کی مقدس تقریبات نے ہندوستان کے گنگا جمنی سماج کی تشکیل و تعمیر میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اعراس پیار و محبت اور امن و یک جہتی کا خاموش پیغام نشر کرتے ہیں۔ بزرگوں کے آستانوں پر ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی بڑے چاؤ سے حاضر ہوتے ہیں اور شانے سے شانہ ملا کر ملکی یک جہتی کی عملی مثال پیش کرتے ہیں۔ حکومت اور سماجی تحریکیں لاکھوں لاکھ روپے خرچ کر کے امن اور یک جہتی کے نام پر ہزاروں سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرتی ہیں، پر جوش تقریریں ہوتی ہیں، گراں قدر مقالے پڑھے جاتے ہیں، مگر عام طور پر ان تحریروں اور تقریروں میں لفظوں کی بازی گری اور معنویت کا فقدان ہوتا ہے۔ خطیب اسی وقت تک امن کا داعی ہوتا ہے جب تک کہ وہ خطاب کر رہا ہوتا ہے، مگر اسٹیج سے اتر کر پھر وہ اپنے اصلی خول میں چلا جاتا ہے۔ یعنی ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اس کے بر خلاف اولیاے کرام کے مزاروں پر سب کچھ دلوں کے شدید تقاضوں کی بنیاد پر ہوتا ہے اور یہ ایک سچائی ہے کہ جب دلوں کے تقاضے غالب ہوتے ہیں تو آنکھوں کے تقاضے فراموش کر دیے جاتے ہیں۔ دراصل صوفیاے کرام کے یہاں بہر قدم شریعت کی پاس داری تو لازم ہے لیکن اس عشق کی راہ میں عقل نارسا کو بہت دیر اور بہت دور تک ساتھ نہیں رکھا جا سکتا، شاید اسی لیے کسی شاعر نے یہ ہدایت نامہ جاری کیا تھا۔

لازم ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑیے

صوفیاے عظام نے خانقاہوں سے ہمیشہ امن اور پیار کا پیغام نشر کیا ہے اور کردار و اخلاق سے بھرپور اس خانقاہی نظام سے انھوں نے دعوت و تبلیغ کا بھی اہم فریضہ انجام دیا ہے اور وہ بھی اس تدبیر و حکمت سے کہ لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی اور سانپ بھی مر گیا۔ حضرت سلطان الہند نے اپنے حسن اخلاق اور روحانی تصرف سے قریب نوّے لاکھ کافروں کو داخلِ اسلام کیا، لیکن اس کے باوجود لاکھوں لاکھ غیر مسلم آج بھی ان کے آستانے پر حاضری اپنی سعادت مندی اور فیروز بختی تصور کرتے ہیں، اور بڑے بڑے غیر مسلم سیاسی لیڈر ان کے مزار پر قیمتی چادریں پیش کر کے اپنی قومی یک جہتی کی سند حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سلطان الہند فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جس میں دریا کی طرح سخاوت، آفتاب کی طرح شفقت اور زمین کی طرح تواضع ہو، نیز فرماتے ہیں: کسی گناہ سے اتنا بڑا نقصان نہیں پہنچا جتنا کسی کو ذلیل اور گری نظر سے دیکھنے سے پہنچتا ہے۔ ہندوستانی سماج میں ان ارشادات نے بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت نے اپنی طالب علمی کے ۹؍برس دیارِ خواجہ میں گزارے۔ فرماتے تھے، بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضری سے پہلے میری زندگی کے سب سے خوب صورت لمحات وہ تھے جو میں نے سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانے پر گزارے۔ اسی لیے حضور حافظ ملت کی زندگی میں اخلاق و سخاوت شفقت و محبت، تواضع و انکساری خورد نوازی، حوصلہ افزائی اور حکمت و موعظت کی فراوانی نظر آتی ہے۔ تند خوئی، سخت گیری اور بد اخلاقی سے تخریب کاری اور حوصلہ شکنی تو کی جا سکتی ہے دلوں کے آبگینے متاثر نہیں کیے جا سکتے۔ آج اور کل میں کیا فرق ہے، نتائج سامنے ہیں۔ حسان الہند حضرت بیکل اتساہی نے کہا تھا۔

علم کا دریا، پیار کا ساگر ناز کرے جس پہ اخلاق
فیض مجسم پیکرِ شفقت حافظ ملت زندہ باد

بیکل اتساہی نے بڑی حد تک حیاتِ حافظِ ملت کے بحر ناپیدا کنار کو اپنے کوزے میں بھر لیا ہے۔ اے کاش علماے اہل سنت بھی حافظ ملت کے انوار اخلاق کو اپنے دلوں میں اتار لیتے۔

حافظ ملت کا ۳۵/ واں عرس ۱۵/ ۱۶/ مئی ۲۰۱۰ء کو صاحب سجادہ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت و سربراہی میں منعقد ہوا۔ یہ عرس حضور حافظ ملت کی یادوں کے نقوش ایک بار پھر تازہ کر گیا۔ حضرت حافظ ملت بیسویں صدی کی اس عظیم شخصیت کا نام ہے جو جہانِ سنیت میں اپنی زندہ فکر و خدمات کے حوالے سے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، حافظ ملت کی آفاقی اور ہر دل عزیز شخصیت کئی جہتوں سے مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ مشہور خاندانی بیک گراؤنڈ نہ ہونے کے باوجود بھی فلک پیما کارنامہ انجام دیا جا سکتا ہے۔ حافظ ملت کی شخصیت اس رخ سے بھی اپنی ایک مثال پیش کرتی ہے۔ حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ قائم کر کے جو عظیم اور ہمہ گیر تعلیمی خدمات انجام دی ہیں، اس نے پوری جماعت کو علمی وقار عطا کیا ہے، آج جہانِ سنیت کے ہر میدان مین حافظ ملت کے علمی چراغ جل رہے ہیں اور حاسدین ان روشن چراغوں کو دیکھ دیکھ کر مسلسل جل رہے ہیں اور اب جیسے جیسے حافظ ملت کے چراغوں کی روشنی بڑھ رہی ہے ان سے جلنے والوں کے چراغ گل ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اس وقت خاکِ ہند کے اہل سنت کا تعلیمی اور تبلیغی وقار فرزندان، اشرفیہ سے قائم ہے۔ یہ فرزندانِ اشرفیہ در اصل امام احمد رضا محدث بریلوی کے وفا شعار سپاہی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے فکرِ رضا پر جب بھی کہیں حملہ ہوتا ہے فرزندانِ اشرفیہ سینہ سپر ہو کر ہر اول دستے میں نظر آتے ہیں، شاید اسی لیے جب بعض حضرات جماعتی شکست و ریخت میں ملوث نظر آتے ہیں یا مسلکِ اعلیٰ حضرت کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ مضطرب اشرفیہ اور فرزندانِ اشرفیہ نظر آتے ہیں۔

حضرت حافظ ملت کا ایک امتیازی وصف یہ تھا کہ وہ دوسروں کی حوصلہ افزائی کا فن جانتے تھے، ان کا نشانہ جماعتی بالادستی ہوتی تھی اور اس کے لیے جو بھی کام کرتا تھا وہ اس کی خوب قدر کرتے تھے اور ہر ممکن تائید و حمایت فرماتے تھے۔ افسوس اس وقت اہل سنت میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی مخلصانہ نظر جماعتی فلاح و بہبود پر ہو بلکہ ہر ایک اپنے ادارے، اپنی خانقاہ اور اپنی شخصیت کی تعمیر و ترقی کے لیے سب کچھ کر گزرنے کے لیے تیار نظر آتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ مخفی مفادات کے تحفظ کے لیے نہ صرف دوسروں کی حوصلہ شکنی پر تلے ہوئے ہیں بلکہ ان کی تذلیل اور تکفیر کا بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور سر پیٹ لینے کا مقام یہ ہے کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے چند لوگ فتوؤں کا تقدس بھی پامال کر رہے ہیں۔ علماے دیوبند نے تو ان دنوں فتوؤں کا وقار مجروح کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ آئے دن بلا ضرورت ان کے فتوے میڈیا میں زیر بحث رہتے ہیں بلکہ ان کے فتاوے غیر مسلموں اور جدیدیوں میں شریعت کی مضحکہ خیزی کا سامان فراہم کرتے رہتے ہیں۔ انھیں حالات کے پیشِ نظر گزشتہ دنوں ٹائمس آف انڈیا نے "فریڈم فتویٰ" کے عنوان سے انگریزی میں ایک مباحثہ شائع کیا تھا جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے دانش وروں نے حصہ لیا تھا۔ اہل سنت کے نمائندے کی حیثیت سے راقم سطور سے تفصیلی انٹرویو لیا تھا جسے ٹائمس آف انڈیا نے اپنی ۲۳/ مئی ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں شامل کیا۔ ذیل میں ایک پیرا آپ بھی پڑھیے:

Maulana Mubarak Husain Misbahi of the Barelvi sect's Tanzeem Abnae Ashrafia at Mubarakpur in Uttar Pradish says, "The frequent publicity in the media makes a mockery of fatwas. Imams and muftis should act responsibly and refrain from pronouncing fatwas, say, during elections asking muslims to vote for a particular candidate.

جماعتی مسائل اور اہل سنت کے اعراس اور اجتماعات پر اظہارِ خیال کرنا ہماری قلمی ذمہ داری ہے۔ اسی ضمن میں اہلِ سنت کے قبلۂ فکر و عمل کی بھی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ کبھی کبھی بعض حضرات کبیدہ خاطر بھی ہو جاتے ہوں گے، ایسے حضرات کے لیے ہمارا مشورہ ہے کہ انھیں الحق مر کا ورد کرنا چاہیے، ایک نہ ایک دن ان کے دل کو آرام ہو ہی جائے گا۔ ایک روز پاکستان کے مشہور صحافی برادرم صبیح رحمانی سے فون پر گفتگو ہوئی، وہ گزشتہ دنوں دہلی آئے ہوئے تھے، انھوں نے یہ خوش خبری سنائی کہ اب وہ QTV کے ڈائریکٹر ہو گئے ہیں۔ انھیں مبارک باد دیتے ہوئے ہم نے کہا: QTV ہندوستانی مسلمانوں کی پہلی پسند ہے، اس میں ہندوستانی علما کی نمائندگی کا بھی راستہ نکالیے۔ انھوں نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلہ میں میٹنگ چل رہی ہے، انشاء اللہ جلد ہی یہ راہ ہموار ہو جائے گی۔ طویل گفتگو کے دوران اس جملے کو انھوں نے بار بار دہرایا کہ ہندوستان کے چند علما ٹی وی کے عدم جواز پر بڑا سخت موقف رکھتے ہیں، اس سلسلے میں آپ کچھ کریں۔ ہم نے کہا، آپ بلاوجہ پریشان ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارا فکری رویہ تو یہ ہے کہ جو حضرات ٹی وی پر جائز پروگراموں کے عدم جواز کا موقف رکھتے ہیں انھیں مشورہ دینا چاہیے کہ وہ پوری شدت کے ساتھ اپنے موقف پر قائم رہیں بلکہ انھیں چاہیے کہ وہ اپنی نسلوں اور مریدین و تلامذہ کو وصیت کر جائیں کہ وہ تا قیامت اسی موقف پر قائم رہیں۔ اس کا جماعتی سطح پر ایک بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ علماے ہند کے لاحاصل اور کاروباری اختلافات سے دنیا کا ایک بڑا حصہ بے خبر رہے گا اور اس طرح عالمِ اسلام خاکِ ہند میں جنم لینے والی مشربی زعمِ تعصب کی بوالعجبیوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ محترم صبیح رحمانی نے ہماری رائے کی ثقاہت پر بے پناہ اظہارِ مسرت کیا اور فرمایا: مولانا! آپ سے ہماری

ملاقات بہت پہلے ہونا چاہیے تھی، آپ کے ایک جملے نے ہماری ساری الجھن دور کر دی۔ اللہ سلامت رکھے ہمارے نوجوان شاعر و صحافی جناب صبیح رحمانی کو انھوں نے پاکستان میں "نعت رنگ" کا کتابی سلسلہ جاری کر کے اردو نعتیہ شاعری کے فروغ و ارتقا میں بالکل منفرد رنگ و آہنگ قائم کیا ہے۔ مگر صبیح رحمانی صاحب سے ہمیں اب خطرہ یہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں وہ QTV کو صرف شاعروں کی آماجگاہ نہ بنا دیں۔

عرس حافظِ ملت کی مناسبت سے ۱۴؍ مئی ۲۰۱۰ء کو تنظیم ابنائے اشرفیہ کے زیر اہتمام ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں راقم سطور نے حضور حافظ ملت کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی جسے ہندی اور اردو اخبارات نے شائع کیا اور الیکٹرانک میڈیا نے نشر کیا۔ اس کانفرنس میں میڈیا کے سامنے درج ذیل تجاویز بھی پیش کی گئیں۔ اس موقع پر جامعہ کے ناظم، اعلیٰ الحاج سرفراز احمد اور مفتی زاہد علی سمیت کئی اساتذۂ اشرفیہ موجود تھے۔

(۱) - خواتین ریزرویشن بل کی موجودہ شکل میں ترمیم کی جاءے، محض خواتین ریزرویشن ہونے سے اس میں اعلیٰ طبقات ہی کی حصہ داری اور نمائندگی ہوگی، اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے مسلم خواتین کی خصوصی حصہ داری اس ریزرویشن میں ضروری ہے۔

(۲) - مردم شماری کے تعلق سے مسلمانوں سے گزارش کی گئی کہ اپنے اپنے حلقے میں بیدار رہیں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ فارم کی خانہ پُری کریں، ملک کی پالیسیاں مرتب ہونے میں اس کا بڑا دخل ہوتا ہے، مسلمانوں کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، خاص طور پر علما، ائمۂ مساجد اور مسلم قائدین اس مہم کو سر کرنے کے لیے منظم کوشش کریں، ملکی حالات کے پیشِ نظر یہ ایک اہم فریضہ ہے۔

(۳) - اتر پردیش میں مدارس عربیہ کے اساتذہ کو تنخواہ حاصل کرنے اور ایریئر وصول کرنے میں رشوت کی بڑی بھاری رقم دینی ہوتی ہے، تنظیم کی طرف سے اس کی مذمت کی جاتی ہے۔ ٹیچر ایسوسی ایشن کی جانب سے بھی اس تعلق سے مثبت کوششیں ہونا چاہئیں تا کہ حالات میں کوئی تبدیلی ہو۔ حکومت اتر پردیش سے اپیل ہے کہ وہ اس جانب اپنی توجہ مبذول کرے۔

(۴) - اردو زبان جو ہندوستان کا قیمتی سرمایہ ہے اور صوبۂ اتر پردیش کے ایک بڑے طبقے کی مادری زبان ہے سرکاری سطح پر مسلسل نظر انداز کی جا رہی ہے، اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام سرکاری کاموں کے لیے دوسری زبان کے طور پر اردو کو استعمال کیا جائے، بسوں، ٹرینوں اور تمام سرکاری دفاتر پر اردو بورڈ آویزاں کیے جائیں، اردو میں تحریر، چیک اور دستاویز رجسٹری آفس میں قبول کیے جائیں اور سہ لسانی فارمولے کے تحت جن پرائمری اور مڈل اسکولوں میں اردو پڑھنے والوں میں مناسب تعداد ہے وہاں اردو ٹیچر کا تقرر کیا جائے اور اردو ٹیچر کے نام پر جن لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے، ایک سازش کے تحت ان کی اکثریت سے اردو کی تعلیم نہ دلا کر دوسرا کام لیا جا رہا ہے۔ یہ حکومت کی منشا اور تقرری کے اصول کے خلاف ہے، ایسے تمام ٹیچروں سے اردو ہی پڑھانے کا کام لیا جائے۔

(۵) - اب جب کہ عربی فارسی یونیورسٹی کا قیام حکومت اتر پردیش نے لکھنؤ میں کر دیا ہے اور سینیئر متحرک و فعال آئی. اے. ایس. افسر جناب انیس احمد انصاری کو وائس چانسلر بھی نام زد کر دیا ہے، جس کے لیے گورنمنٹ لائق مبارک باد ہے لیکن کام میں تیزی لانے کے لیے ضروری ہے کہ عالیہ کے مدرسین کو فوری طور پر اس یونیورسٹی سے ملحق کر دیا جائے۔

حسبِ روایت ۱۵؍ مئی ۲۰۱۰ء کو بعد نمازِ فجر قیام گاہ حافظ ملت پر قرآن خوانی، نعتیں، تقریریں اور شجرہ خوانی ہوئی اور صاحب سجادہ حضرت عزیز ملت نے امتِ مسلمہ کے لیے دعا فرمائی۔ دونوں دن بعد نمازِ ظہر قیام گاہِ حافظِ ملت سے چادروں کا جلوس نکلا اور دونوں دن بعد نمازِ عشا اجلاسِ عام ہوئے جن میں ملک کے نام ور علما اور شعرا نے حصہ لیا۔ دوسرے دن اجلاسِ عام کے اسٹیج پر ۱۱؍ بج کر ۵۵؍ منٹ پر قل شریف ہوا۔ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ نے شرکاے عرس اور امتِ مسلمہ کے لیے رقت انگیز دعائیں فرمائیں۔ ۴۵؍ حضرات نے جامعہ اشرفیہ کی اعزازی رکنیت حاصل کی جنھیں سربراہِ جامعہ حضرت عزیز ملت کے ہاتھوں اعزازی سند سے سرفراز کیا گیا۔ اسی دوران حضرت عزیز ملت نے متعدد نئی کتابوں کا اجرا بھی فرمایا۔

عرس کا آخری اور اہم پروگرام فارغین، اشرفیہ کی دستار بندی کا جشن تھا۔ اساتذۂ اشرفیہ اور ملک کے مشاہیر علما اور مشائخ کے ہاتھوں حسب ذیل شعبوں سے ۳۰۴؍ طلبہ کو جبہ و دستار سے نوازا گیا، جن کی تفصیل اس طرح ہے۔ درجۂ فضیلت سے ۲۰۲، درجۂ قراءت سے ۵۹، درجۂ حفظ سے ۳۵، شعبۂ تحقیق فی الفقہ سے ۴، تقابل ادیان سے ۴۔

صلاۃ و سلام کے بعد دعا ہوئی اور صاحب سجادہ عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ نے زائرین عرس کا شکریہ ادا کیا۔ ۳۵؍ واں عرس اپنے تمام دینی اور روحانی آداب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اور لاکھوں دلوں پر حضور حافظ ملت کی علمی، روحانی اور دعوتی یادوں کے نقوش چھوڑ گیا۔ ریڈیو اسٹیشن گورکھپور کے نمائندوں نے حسب سابق عرس کا پروگرام ریکارڈ کیا جسے بڑے اہتمام سے نشر کیا۔